سازشیں جب شمار کرنا

حافظ یوسف سراج

اس بے گناہ اور معصوم شخص کو زنداں کی کڑیوں میں جکڑ دیا گیا جو شفاف کردار رکھتا تھا وہ ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتنے کیلئے محبوس کردیا گیا۔ پس دیوارِ زنداں میں ڈال دیا گیا۔ یہ صلہ تھا سر نہ جھکانے کا یہ عوض تھا ڈٹ جانے کا۔ یہ انعام تھا برائی کو شکست دینے کا۔ اسے دھمکایا گیا کہ:

''اگر تو نے وہ فعل سرانجام نہ دیا جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے تو تجھے زنداں میں دھکیل دیا جائیگا۔ اور یوں تجھے ذلت ورسوائی سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔''

ہائے کتنے بھولے تھے کہنے والے! کہ کہا بھی تو اسے کہ جس کے دل نے گھبرانا اور شکست کھانا سیکھا ہی نہ تھا وہ دل کے جس نے ایسے ہزاروں احکام کو عرش والے کی خوشنودی کے ایک ہی حکم سے ٹھکرا دیا تھا وہ جس نے اپنا وکیل ایستادہ عرش کو سمجھ رکھا تھا وہ کسی کے بہکاوے میں آتا بھی تو کیوں کر؟ سو اس کی زبان جو سچائیوں کا بول بالا کرنے آئی تھی گویا ہوئی سیب کی کاشوں ایسے لب متحرک ہوئے اور جرات مندانہ الفاظ فضائے بسیط میں بوئے گل کیطرح پھیل گئے۔ چہار سو نور کی چادر تن گئی کہا

''مجھے جو حکم دیا گیا ہے اسے ماننے کی نسبت مجھے جیل یاترا کہیں زیادہ محبوب ومرغوب ہے۔''

حاکم وقت کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔ رگیں تن گئیں اور اس نے غیظ وغضب میں بھیگے لہجے میں اس پاکباز کی آزادی کو سلب کر لینے کا پروانہ جاری کردیا۔ وقت بیتا اور بیتتا چلا گیا۔ تپتی جوانی کے رنگین ایام آہن کی ٹھنڈی سلاخوں کی ہمراہی میں کٹنے لگے۔ طوفانی جذبات آہنی پس منظر میں ڈوبتے گئے۔

وہ چپ چاپ آزمائش کی اس بھٹی میں تپتا گیا۔ کندن بنتا گیا۔

پھر شاہ وقت پہ بھی وہ وقت آیا کہ کسی مسئلہ نے اس کی نیندیں چھین لیں۔ الجھن ہی ایسی آپڑی تھی کہ بنائے نہ بنے سب درباری مات ہوئے، مشیروں نے ہار مان لی، پھر کہنے والے نے کہا کہ ایسی الجھنوں کے اسرار ورموز سے واقف ایک ماہر فن عرصہ دراز سے ناکردہ جرم کی سزا بھگتتا تیرے زنداں خانے میں موجود ہے کہا جلدی لاؤ۔ بھاری ابواب پہ پڑے آہنی قفل مدت مدید کے بعد کھلے پیام بر پہنچا حاجت بیان کی اور اس نے جواب دیا یعنی بولا تو سننے والے نے سنا کہ لہجے کی تازگی آج بھی مسکرا رہی ہے۔ صاحب فہم وادراک شخص تھا۔ خدائی نعمتوں سے مالا مال، اپنے فن میں یکتا وباکمال، چٹکیوں میں مسئلہ حل کردیا مسئلہ تو حل ہو گیا پر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس قدر با صلاحیت شخص خواہ مخواہ زیرعتاب آیا ہوا ہے۔

کہا جاؤ آج اس کے راستے کی ہر دیوار گرادو، رکاوٹیں ہٹادو، زنجیریں توڑ دو کہ اس کا منصب آہنی سلاخیں نہیں نرم وگداز شاہی کرسی ہے پیام بر پھر سے پہنچے مگر یہاں اک طرفہ تماشا ان کا منتظر تھا وہ شخص جس کا جرم ''عفت وپاکدامنی'' تھا وہ کہ جس کے ضمیر پہ کوئی احساس جرم نہ تھا وہ فولاد کی مانند جم گیا وہ ہلا تک نہیں، باہر کو دوڑا نہیں، آزاد فضا کی جانب اس کے قدم دیوانہ وار لپکے نہیں وہ وہیں منجمد رہا پیام رساں حیرت سے بت بن گئے۔ یہ عجیب شخص ہے جس کو آزادی سے لگاؤ نہیں۔ جو غلامی پہ قانع ہے مگر وہ کج فہم تھے وہ سمجھ نہ سکے اس کا مسئلہ تو یہ تھا کہ وہ التخلیہ قبل التحلیہ کا قائل تھا۔ وہ اپنی ردائے ضوریز پہ دھبوں کو ناپسند کرنے والا فرد تھا چنانچہ اس نے برملا طور پر کہہ دیا۔

فسئله مابال النسوة التي قطعن ایدیهن (سورہ یوسف)

کہ ان سے تفتیش کرو کہ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے کہ اس کے سبب وہ مجرم ٹھہرا وہ زنداں سے نکلنے سے باز رہا اس حال میں کہ اس کی گردن پر جرم کی صلیب لٹک رہی ہو۔ اب برسوں پرانی فائلیں کھلتی ہیں۔ از سرنو تحقیق ہوتی ہے۔ الزام لگانے والے نادم ہوئے اپنی غلط کاریوں کا اعتراف کیا اور بالآخر مانا

> یہ قرآن مقدس ہے اور اس میں جو کچھ بھی ہے میری اور آپ کی فلاح کیلئے وہ نشان راہ ہے وہ ایک گائیڈ لائن ہے۔ یعنی اصول حیات ہے۔ دستور زندگی ہے۔ اور یہ واقعہ جہاں حق کے متوالوں کو یہ بتلاتا ہے کہ آزمائشیں اور امتحانات تو اہل جنوں کے گلے کا ہار رہی ہیں۔ اس پہ ڈٹ جانا ہی کامرانی ہے۔ سو گھبراؤ نہیں

کہ انہ لمن الصادقین۔ بیشک یہ ہے ہی سچوں میں سے۔ یہ سننا تھا کہ کشادہ پیشانی اور سرمئی آنکھوں میں اطمینان کی لہریں تیر گئیں۔ نبوت والے ہونٹ ہلے اور اعلان کر دیا ذالک لیعلم انی لم اخنه باالغیب کہ اس تحقیق کا مقصد اپنا لوہا منوانا نہ تھا بلکہ اس لئے ایسا کیا کہ دنیا جان لے کہ میں خائن نہ تھا۔

ہاں واقعی وہ خائن نہ تھا وہ تو ''صدیق'' تھا اجلے اور بے داغ کردار کا حامل اور اس کی تصدیق اس کے دشمنوں نے بھی کی اور ان کو کہنا پڑا کہ ہاں یہی سچا ہے۔ اور یہ کردار عرش والے نے ہمارے لئے مثال بنا دیا۔ گویا بتلا دیا کہ بندوں کی یہ ادائیں ہیں جو مجھے پسند ہیں۔ یہ حسن و جمال کے پیکر حضرت یوسف علیہ السلام تھے جن کے متعلق سورۃ یوسف کے اجلے الفاظ آج بھی دمک رہے ہیں۔ وہی سورہ یوسف جس کا مطالعہ کرنے والا چوٹی کا پاپ سنگر ''یوسف اسلام'' بن گیا اور یہ عمل وہی ہے کہ سنت یوسفی کے نام سے جو آج بھی زندانوں میں محبوس جرات میں ڈھلے پیکروں کو تقویت بخشتا ہے اور ہاں یہی حضرت یوسف علیہ السلام تھے جو وادی آزمائش وامتحان کی آبلہ پائی کے بعد مصر کی وزارتوں کے قلمدان کے حقدار ٹھہرے کیونکہ عرش والے کا اعلان ہے۔

انی لا اضیع اجر المحسنین ۔ کہ میں صالح اشخاص کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

یہ قرآن مقدس ہے اور اس میں جو کچھ بھی ہے میری اور آپ کی فلاح کیلئے وہ نشان راہ ہے وہ ایک گائیڈ لائن ہے۔ یعنی اصول حیات ہے۔ دستور زندگی ہے۔ اور یہ واقعہ جہاں حق کے متوالوں کو یہ بتلاتا ہے کہ آزمائشیں اور امتحانات تو اہل جنوں کے گلے کا ہار رہی ہیں۔ اس پہ ڈٹ جانا ہی کامرانی ہے۔ سو گھبراؤ نہیں۔

وہیں اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ جو سچا ہو وہ جیل سے رات کے اندھیروں میں بھاگتا نہیں وہ تو دن کے اجالے میں بھی نکلنے سے انکار کر دیتا ہے مگر ......وفا کی یہ صلاحیتیں ہر کس و ناکس کا مقدر نہیں ہوتیں۔ یہ تو خاصہ ہیں اہل حق کا۔ یہ تو خوبیاں ہیں اسلام سے وابستگان کیں یہ تو داستانیں ہیں وحدہ لاشریک کے سامنے سروں کو خم کرنے والوں کیں۔ ہاں سچ ہے کہ

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

مگر میری بھولی بھالی قوم کو کیوں کر یہ باتیں سمجھ میں آئیں گی۔ وہ کہ قرآن اور اسلام کا نام سن کر ہی جن کے ماتھوں پہ بل پڑ جاتے ہیں۔ وہ کہ جو طاقتوں کو اہل زمین کی ملکیت سمجھتے ہیں۔ آسمان والے کی بجائے ان کی معیشت کو ٹکڑوں میں بٹا امریکہ سنبھالا دیتا ہے۔ پھر ایسی سوچ رکھنے والوں کے ساتھ بھلا ہوتا کیا ہے؟ ان کی امیدوں کا مرکز، انکی چاہتوں کا ملجا و ماوٰی رات کے تاریک سناٹے میں زنداں ہی نہیں ملک بھی چھوڑ دیتا ہے۔

مگر یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ یہ قوم تو چون سال سے اسی زہریلے ناگ کے ڈنک برابر کھائے چلی آ رہی ہے۔ ادھ موئی ہو چلی ہے مگر اسی ناگ کو برابر دودھ پلانے میں مصروف ہے۔ کیا اس سے قبل ان کی خیر خواہی کرنے والا کوئی آیا تھا؟ کیا محترمہ بے نظیر صاحبہ نے اسلامی اقدار کو مضحکہ خیز قرار نہیں دیا؟ کیا اس نے اسلامی حدود کو وحشیانہ نہیں کہا؟ کیا فاروق لغاری نے مہران بینک کا کباڑا نہیں کیا۔ کیا یحییٰ خان ملک کے دو حصے کرنے کا مجرم نہیں بنا تھا؟ کیا ایوب خاں ملک میں خوشحالی کی ہریالی اگا سکا؟

سینکڑوں ایکڑ پر پھیلے وزیر اعظم ہاؤس، چھ منزلہ عظیم الشان سیکرٹریٹ اور اس میں دو ہزار افراد کا عملہ رکھنے والی 14 کروڑ نان جویں کو ترستی قوم! سچ کہنا کیا تمہیں کھجور کے پتوں اور تنے سے تیار کردہ، بارشوں میں ٹپکنے والی چھت نہ دکھلائی تھی۔ کہ جو ایوان صدر تھا۔ اس کا کہ جس نے روما و فارس کی سپر طاقتوں کو شکست دی تھی

ہاں اے میری قوم! مدہوش نوم۔ گنتے جایئے چون سال میں ایک نہیں سب آزمائے جا چکے۔ سب لوٹتے رہے سب کاٹتے گئے۔ اور اس وقت سے لیکر جب سے راہبروں کے روپ میں رہزن تمہارا لہو چوسنا شروع کر چکے تھے۔ ایک طبقہ تھا جو اس نظام کی حقیقت سے آشنا تھا وہ لوگ تمہیں بتلاتے رہے۔ تمہاری بے حسی پہ روتے رہے۔ جگر چاک کر کے تمہیں ٹوکتے رہے۔ کہ رک جاؤ ہٹ جاؤ۔ باز آ جاؤ، پلٹ آؤ، کہ ان تلوں میں تیل نہیں یہاں ہاتھی کے دانت ہیں کہ جو کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ انسانی وضع کردہ نظام کل بھی اس طرح ناقص تھے جسطرح آج ناکام ثابت ہو چکے ہیں۔ تمہیں اس وقت ہی کہہ دیا تھا کہ آسودگی چاہتے ہو تو اسلام کے سائے تلے آ جاؤ۔ ان درویشوں نے تمہیں مدینے والے کی حکومت سے متعلق بتلایا تھا تمہیں عمر بن عبدالعزیز کی مستحکم معیشت دکھلائی تھی۔ تمہیں فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل دکھلایا تھا تمہیں بتلایا تھا کہ دیکھو یہ خلیفہ وقت ہے۔ بوسیدہ لباس زیب تن کئے پاپیادہ محو سفر ہے۔ تمہیں گورنر کو اپنے بیٹے کے جرم میں فقط اس لئے پٹتے دکھلایا تھا کہ اس کے بیٹے نے وہ جرم اس لئے کیا تھا کہ اس کا باپ گورنر تھا۔ تمہیں احتساب دکھلایا تھا مدینے والے کا، جس نے اپنا دامن اٹھا کے مدعی کو بدلہ لینے کی دعوت دی تھی۔ اور آپ کو یوں بدلہ دینے پر تیار پا کر صحابی کی آنکھوں سے شبنم رواں ہو گئی تھی۔

سینکڑوں ایکڑ پر پھیلے وزیر اعظم ہاؤس، چھ منزلہ عظیم الشان سیکرٹریٹ اور اس میں دو ہزار افراد کا عملہ رکھنے والی 14 کروڑ نان جویں کو ترستی قوم! سچ کہنا کیا تمہیں کھجور کے پتوں اور تنے سے تیار کردہ، بارشوں میں ٹپکنے والی چھت نہ دکھلائی تھی۔ کہ جو ایوان صدر تھا۔ اس کا کہ جس نے روما و فارس کی سپر طاقتوں کو شکست دی تھی۔ تمہیں وہ حکمران نہ دکھلایا تھا کہ جو ذاتی

کام کیلئے سرکاری چراغ گل کر دیتا اور ذاتی شمع جلالیتا تھا۔

اور وہ بھی کہ جس کے گھر میں ایک دن حلوہ کھانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ مگر وہ لاکھ جتن کے باوجود ان کی یہ خواہش بھی پوری نہ کر سکا۔

پھر ایک دن وہ گھر میں داخل ہوا تو اس کے نتھنوں نے حلوے کی خوشبو سونگھ لی۔ دریافت کرنے پہ معلوم ہوا کہ ہر روز کے کھانے سے ذرا ذرا آٹے کی روزانہ قربانی کے نتیجے میں یہ سویٹ ڈش دستیاب ہو سکی ہے۔ اور اس نے پھر اتنا آٹا جتنا روزانہ بچایا جاتا تھا اتنا آٹا بیت المال سے کم لینا شروع کر دیا کہ گزارا تو اس سے بھی ہو ہی جاتا ہے ناں۔

یہ سب بتلایا تھا تمہیں!

ہاں اور تمہیں قران مقدس کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائی تھیں۔ تمہیں کہا تھا کہ رازق زمین پر نہیں ہوتے۔ روٹی کپڑا اور مکان دینے والا بہت بلند تر ہے۔ تمہیں کہنے والوں نے کہا تھا ہزار در چھوڑ دو۔ خدا کیلئے ایک بار ہی سہی اس تنہا کے سامنے جھک کر تو دیکھو لو۔ وہ تمہیں کائنات والوں سے بے نیاز نہ کر دے تو کہنا مگر تم نے ان لوگوں پہ مولوی کی پھبتی کسی۔ تم تو مسٹر کے چاہنے والے ہو اور مولوی سے الرجک۔ آہ کہ آج مغرب کی تند و تلخ بئیر تمہارے حلق سے نیچے اتر چکی اور اپنے ساتھ تمہاری غیرت بھی بہا کر چل دی۔ تم بھول گئے کہ یہ اسلامی ذہن رکھنے والے تمہاری اس 65،60 سالہ زندگی کیلئے ہی نہیں کبھی نہ ختم ہونے والی اخروی زندگی کیلئے بھی کوشاں ہیں۔ سینے پہ ہاتھ رکھ کر کہیئے گا تمہیں بتلایا نہیں تھا۔ کہ سود کو چھوڑ دو یہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہے اور تم نے کہا تھا کہ نہیں یہ اقتصادیات کی تباہی ہے اور آج کہاں گئی تمہاری اقتصادیات اور اس کا عروج آج پٹ پٹ کے جب جسم پہ گوشت کا لوتھڑا بھی نہ بچا تو تمہیں سود چھوڑ دینے کی یاد ستا رہی ہے۔ تو کہو پھر کس کی بات سچ ثابت ہوئی آزمالیا ہے ناں اب بتلاؤ۔ وہ تمہارے مغربی مفکرین پہ مشتمل دانشوروں کے ڈیسک پینل درست نکلے یا یہ بار لیش سیدھا سادہ مرد قلندر!

میں چاہتا تو یہ تھا کہ عرش والے سے وفا کے صلے میں ملنے والے انعامات کو اپنے بھائیوں کے سامنے رکھتا اپنی قوم کو بتلاتا۔ اس کے وعدوں کی دلپذیری سے تمہیں قائل کرتا تمہارے دل موہ لیتا مگر مجھے احساس ہوا کہ یہاں آفاقی علم رکھنے والوں کا قحط ہے۔ یہاں دو جمع دو کے اذہان کی بھرمار ہے۔

ہاں وہ لوگ کہ حضرت محمد ﷺ جن کے نزدیک The Muslim Leader کی حیثیت رکھتے ہوں جنکو خوشی حاصل نہ ہوتی ہو بلکہ وہ انجوائے کرتے ہوں جو والدین نہیں ممی ڈیڈی رکھتے ہوں جن کا نظام تعلیم لارڈ میکالے نے ترتیب دیا ہو۔ جہاں کے بلدیاتی الیکشن کے امیدوار نماز جنازہ میں آٹھ آٹھ سجدے بتلائیں۔ جس قوم کا ہونہار سپوت افسر بننے کیلئے انٹرویو دینے آئے تو جواب دے کہ پاکستان محمد علی کلے نے بنایا تھا جو دین کے ستون نماز کو ایکسر سائز گردانیں روزہ جن کے نزدیک ڈائٹنگ ہو۔ جن کے نزدیک اذان کے مقدس کلمات کو بجنا کہا جائے جہاں کا لیڈر درود شریف کے نام پر اجنبی لہجے میں کلمہ طیبہ کا درد کر ڈالے۔ جن کا کوئی بہادر لیڈر اٹھے اور مغرب کو دھمکی دے تو کہے ہم تم پہ چنگیز خاں بن کر ٹوٹیں گے۔ اور ایک غیر مسلم انتہائی اذیت سے کہے۔ آج چنگیز خان کو آئیڈیل سمجھنے والے بھول گئے کہ ان کی تاریخ میں کوئی فاروق بھی تھا۔

تو صاحبو آپ ہی کہیئے کہ ایسی قوم کے سامنے میں قرآن پڑھوں، مدینے والے اقوال بیان کروں تو کیا حاصل؟

آج نام نہاد دانشور عام لوگوں کو دین سے اسلام سے اور اسلامی نظام ہائے سیادت سے متنفر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہونے دیتے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر اسلام کا نفاذ عمل میں آ گیا تو ہاتھ کٹیں گے اور قتل ہوں گے کتنی ناسمجھی کی بات ہے ارے بھائی ہاتھ کٹیں گے تو چور کے تیرا گھر تو محفوظ ہوگا۔ تیرا محلہ تو سکھ کی نیند سوئے گا ناں۔ قتل ہوگا وہ جو قاتل ہوگا تو مسجد میں، محلے میں، چوک میں، چوراہے میں چلتا پھرتا امان میں تو ہوگا۔ سزا ملے گی حیاباختہ کو، تیری بہو بیٹی تو عزت و تقدیس کے پردوں میں لپٹی زندگی بسر کرے گی۔

اور ہاں ذرا Promoted اذہان ترقی پسند افراد دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ ہمارے سر سے امریکہ دست شفقت کھینچ لے گا۔ امدادیں نہیں ملیں گی۔ عالمی سطح پر ہمارا ناطقہ بند کر دیا جائیگا۔ جمہوریت ترک کر دینے کی صورت میں پاکستان پوری دنیا میں تنہا رہ جائیگا۔ اس کو ڈیفالٹ کر دیا

ہاں وہ لوگ کہ حضرت محمد ﷺ جن کے نزدیک The Muslim Leader کی حیثیت رکھتے ہوں جنکو خوشی حاصل نہ ہوتی ہو بلکہ وہ انجوائے کرتے ہوں جو والدین نہیں ممی ڈیڈی رکھتے ہوں جن کا نظام تعلیم لارڈ میکالے نے ترتیب دیا ہو۔ جہاں کے بلدیاتی الیکشن کے امیدوار نماز جنازہ میں آٹھ آٹھ سجدے بتلائیں۔ جس قوم کا ہونہار سپوت افسر بننے کیلئے انٹرویو دینے آئے تو جواب دے کہ پاکستان محمد علی کلے نے بنایا تھا جو دین کے ستون نماز کو ایکسر سائز گردانیں روزہ جن کے نزدیک ڈائٹنگ ہو۔ جن کے نزدیک اذان کے مقدس کلمات کو بجنا کہا جائے جہاں کا لیڈر درود شریف کے نام پر اجنبی لہجے میں کلمہ طیبہ کا ورد کر ڈالے۔ جن کا کوئی بہادر لیڈر اٹھے اور مغرب کو دھمکی دے تو کہے ہم تم پہ چنگیز خاں بن کر ٹوٹیں گے۔ اور ایک غیر مسلم انتہائی اذیت سے کہے۔

جائیگا۔ میں کہتا ہوں کاش ایسا وقت خدا جلد لائے اور بقول حمید گل کاش ایسا ہو جائے کہ پاکستان کو تنہا چھوڑ دیا جائے کیونکہ جس نے بھی ترقی کی ہے وہ تنہا ہو کر ہی کی ہے۔

اس سلسلے میں ہمسایہ ملک افغانستان کو دیکھا جاسکتا ہے کہ جہاں ایک طویل عرصہ سے جنگ اپنی تمام تر ہولنا کیوں اور حشر سامانیوں سے جلوہ گر رہی اس کے ہرے بھرے باغات ویران ہو گئے۔ اس کے سرسبز پہاڑ بارود کی بو سے تپتے صحراؤں میں بدل گئے۔ ان کے گھر، مکان، محلہ، شہر ہر جگہ صرف ایک ہی چیز بچی اور وہ ہے بارود کی بو۔ مگر ان میں غیرت اس بلا کی ہے کہ ایسا بھوکا ننگا ملک عالمی طاقت امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے۔ آج وہی مہا قلم جو کل مولویوں کو کند ذہن لکھا کرتے۔ افغان نظم و نسق کے اوصاف حمیدہ میں رطب اللسان ہیں مگر یہاں عالم اسلام کی بے حسی پہ بھی دل رو اٹھتا ہے۔ کہ پوری طرح اپنے اس بھائی کی حمایت سے پہلو تہی کی جا رہی۔ بہر کیف لمبی چوڑی گفتگو میں پڑے بغیر بس یہ جان لینا چاہیے کہ امریکہ کے بغیر بلکہ اس سے ٹکر لیکر بھی زندہ رہا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں ہم یہاں معروف دانشور حمید گل کا تجزیہ پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

''لاطینی امریکہ کے 16 ملک ڈیفالٹ کر چکے ہیں جس کے بعد ان کی معیشت میں بہتری آئی ہے جہاں تک تنہائی کا مسئلہ ہے تو چین اور امریکہ نے تنہا ہو کر ہی ساری ترقی کی ہے۔''

وہ آخر میں مزید لکھتے ہیں۔

''ہم پیغمبر آخر الزماں کے نام لیوا ہو کر تنہائی سے کیوں ڈریں جنہوں نے شعب ابی طالب میں محصور رہ کر اقتصادی مقاطعہ کا سامنا کیا۔ دنیا میں وہ تمام ممالک جنہیں سیاسی طور پر تنہا کیا گیا اور جن کے خلاف استعماری ملکوں نے اتحاد کیا وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے جاپان، چین، روس اور دوسرے ان گنت ممالک کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ چین پاکستان کے بعد وجود میں آیا تھا وہ آج کہاں کھڑا ہے، عراق، سوڈان اور لیبیا کو تنہا کیا گیا لیکن وہ سب زندہ رہے۔ گویا ایک چھوٹا سا بے وسیلہ ملک ہے لیکن فیڈرل کا سترو کا بال تک نہ بیکا کیا جاسکا۔''

''ہم پیغمبر آخر الزماں کے نام لیوا ہو کر تنہائی سے کیوں ڈریں جنہوں نے شعب ابی طالب میں محصور رہ کر اقتصادی مقاطعہ کا سامنا کیا۔ دنیا میں وہ تمام ممالک جنہیں سیاسی طور پر تنہا کیا گیا اور جن کے خلاف استعماری ملکوں نے اتحاد کیا وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے جاپان، چین، روس اور دوسرے ان گنت ممالک کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ چین پاکستان کے بعد وجود میں آیا تھا وہ آج کہاں کھڑا ہے، عراق، سوڈان اور لیبیا کو تنہا کیا گیا لیکن وہ سب زندہ رہے۔ گویا ایک چھوٹا سا بے وسیلہ ملک ہے لیکن فیڈرل کا سترو کا بال تک نہ بیکا کیا جاسکا۔''

اور اگر ان مذکورہ ممالک کا تقابل پاکستان سے کیا جائے تو بحمد للہ پاکستان ہر طرح ان سے چار ہاتھ آگے نظر آتا ہے۔ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے۔ پاکستان ایک ایسا محل وقوع رکھتا ہے جو جنگی و دفاعی اور معاشی اعتبار سے قابل رشک حیثیت رکھتا ہے معدنیات و زراعت سے مالا مال یہ ایسا ملک ہے کہ مناسب منصوبہ بندی اور ادنی سی قربانی سے یہ خود کفالت کی منزلوں کو پاسکتا ہے۔

پھر کیوں ہم ذلتوں پہ قانع ہیں اور محرومیوں پہ اکتفا کرنے پہ تلے ہوئے ہیں۔ پھر کیوں ہم اور ہماری سوچ کے تمام زاویے امریکہ سے ہو کر گزرتے ہیں۔ یقین کیجیے ہمیں نہ کبھی امریکہ راس آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے نظام ہائے کافرانہ۔ اور اس کا تجربہ ہم گذشتہ ادوار سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ اللہ نے ہمیں لینڈ کروزر دے رکھی ہے اور ہم اسے بائیسکل کے پیڈل سے چلانے پہ مصر ہیں۔ اللہ نے ہمیں مضبوط و توانا پاؤں ہی نہیں پائیدار جوتے بھی دے رکھے ہیں مگر ہم چلنے کیلئے بیساکھیوں کا سہارا لینا چاہتے ہیں۔ تو پھر اس کا رزلٹ ناکامی، محرومی کی صورت میں ہم پا رہے ہیں۔

تو آئیے اے قوم پاکستان! ذرا جرات رندانہ سے کام لیں کہ غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ ودو میں۔ مردہ گھوڑے میں جان ڈالنے کی بجائے ہوش کے ناخن لیں اور اب پلٹ آئیں مگر ہمارا عالم یہ ہے کہ

ہم کو ان سے ہے وفا کی امید
جو نہیں جانتے کہ وفا کیا ہے

ہاں صاحبو! جب تلک اس نظام سے کنارہ کشی نہ اختیار کی گئی تب تلک کوئی نہ کوئی مداری ڈگڈگی پکڑے آتا رہے گا۔ کوئی بے نظیر ہمیں الو بناتی رہے گی۔ کوئی بھاری مینڈیٹ یافتہ تمہیں چھوڑ کے بھاگتا رہے گا۔ وہ اجلے کردار جو جان دینے والے ہوتے ہیں جو خود کو فرات کے کنارے کسی کتے کے مرجانے پہ بھی آزردہ خاطر کر ڈالیں۔ وہ یہی لوگ ہیں جو اسلام کی تڑپ رکھتے ہیں اور تمہارا نجات دہندہ اسلامی نظام ہی ہے اور جو تم سوچتے ہو جس پہ تم مصر ہو وہ جمہوریت ہو، بنیادی جمہوریت وہ ایوب خاں کی ہو یا مشرف کی اس کے متعلق میں کہوں گا تو فقط اتنا کہ

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بوقلمونی
وہ چاند، یہ تارا ہے، وہ پتھر، یہ نگیں ہے
دیتی ہے مری چشم بصیرت بھی یہ فتوے
وہ کوہ، یہ دریا ہے، وہ گردوں، یہ زمیں ہے
حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا
تو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے نہیں ہے

یعنی ......؟ یعنی یہ سب سازشیں ہیں
ہاں کبھی ان کو شمار کرنا۔